مولانا محمد اسمعیل سلفیؒ

تاریخ وفات: ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء

تحریر: عبدالرشید عراقی

شیخ الحدیث مولانا محمد اسمعیل سلفیؒ کا شمار ممتاز علمائے اہل حدیث میں ہوتا ہے۔آپ ان اکابر علماء میں سے ایک تھے۔ جو درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور تحریر وتقریر میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے۔آپ میدان خطابت کے شہسوار تھے۔عوامی تقریر بھی کر لیتے تھے،اور علمی وتحقیقی تقریر بھی۔

حافظ احمد شاکر مدیر''الاعتصام'' اپنے ایک مضمون مجریہ ہفت روزہ''الاعتصام''۲۲ اگست ۱۹۶۹ء لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسمعیل سلفیؒ میدان خطابت کے ایسے شہسوار تھے جن کی نظیر ہماری دینی جماعتوں میں شاید کوئی پیش نہ کر سکے۔آپ کی تقریر کا اسلوب ابتداء ہی سے یگانہ اور منفرد تھا۔

مولانا محمد اسمعیل سلفیؒ کا شمار اُن علماء میں ہوتا تھا۔جو اپنے علم وفضل، تبحر علمی، تحقیق وتدقیق، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ وسیر پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ تاریخ پر تنقیدی نظر رکھتے تھے۔اس کے علاوہ ملکی اور عالمی سیاست پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ برصغیر (پاک وہند) کی دینی، علمی، ادبی، ملی وقومی اور سیاسی تحریکات کے بارے میں ان کو مکمل واقفیت تھی۔ بلکہ ہر تحریک کے قیام کے پس منظر سے بھی ان کو آگاہی حاصل تھی۔اسی طرح عالم اسلام کی تحریکات کے متعلق ان کو مکمل واقفیت حاصل تھی۔

مولانا سلفی مرحوم جہاں ایک بلند پایہ مدرس ومعلم تھے۔ وہاں آپ ایک کامیاب مناظر بھی تھے۔آپ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔کہ

۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۰ء تک حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے حسب حکم مناظرات کی طرف توجہ رہی۔ قادیانی، عیسائی اور چکڑالوی حضرات سے کئی جگہ گفتگو ہوئی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے نجات دے دی۔ رسمی مناظرات بالکل ترک کر دیئے اب طبیعت کی ان مناظرات کے ساتھ قطعاً موزونیت نہیں، اور اس راہ کو باعث تسکین سمجھتا ہوں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسمعیل سلفیؒ کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے، کہ آپ نے پاکستان میں جماعت اہل حدیث کو منظم اور فعال بنانے میں جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ اہل حدیث کا ایک روشن باب ہے۔ ۱۹۴۷ء میں

قیام پاکستان سے جماعت اہل حدیث کا شیرازہ بکھر گیا۔ پہلے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس تھی۔ مولانا سلفیؒ اس کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ قیام پاکستان کے بعد حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا محمد حنیف ندویؒ، مولانا عطاء اللہ حنیفؒ، مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی اور دوسرے علمائے کرام کے تعاون سے مغربی پاکستان جمعیۃ اہل حدیث کا قیام عمل میں آیا۔ مولانا سید داؤد غزنویؒ کو صدر منتخب کیا گیا اور پروفیسر عبدالقیوم کو ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔ کچھ مدت بعد پروفیسر عبدالقیوم سرکاری ملازم ہونے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے، اور ان کی جگہ مولانا محمد اسمٰعیل سلفی ناظم اعلیٰ بنائے گئے۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۳ء کو مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کے انتقال کے بعد آپ کو امارت کا منصب سونپا گیا، اور اپنے انتقال ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء تک جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کے امیر رہے۔

ملکی سیاست میں آپ کا بہت حصہ رہا۔ ابتداء سے آل انڈیا کانگرس سے وابستہ تھے۔ کئی بار تحریک استخلا میں وطن کے سلسلہ میں اسیر زنداں بھی ہوئے۔

اسلامی آئین کے نفاذ کے سلسلہ میں ۱۹۵۲ء میں حکومت پاکستان نے ۲۲ علمائے کرام کی ایک کمیٹی علامہ سید سلیمان ندویؒ کی سربراہی میں بنائی تھی۔ اس میں مولانا سلفیؒ مرحوم شامل تھے۔

مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ ۱۸۹۵ء میں قصبہ ڈھونیکی من مضافات وزیر آباد پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مولوی محمد ابراہیم تھا۔ جو ایک نامور اور اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے۔ امام حدیث مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری کی تحفۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی اور مولانا وحید الزمان حیدر آبادی کا مترجم قرآن مجید (مطبع لاہور) آپ ہی کے فن خوشنویسی کے شاہکار ہیں۔

مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ نے علوم اسلامیہ کی تحصیل جن اساتذہ کرام سے کی۔ ان کے نام یہ ہیں۔

والد محترم مولوی محمد ابراہیم، مولانا عمر الدین وزیر آبادی، اُستاد الحدیث حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی، مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، مولانا سید عبدالغفور غزنوی، مولانا محمد حسین ہزاروی، مولانا عبدالجبار عمرپوری، حکیم مولوی محمد عالم امرتسری (ان سے طب کی تعلیم حاصل کی) مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (دہلی میں ان کے درس قرآن میں شرکت کی) مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (ان سے تفسیر کا درس لیا)

۱۹۲۱ء میں فراغت کے بعد گوجرانوالہ کو اپنا مسکن بنایا، اور درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا، اور اس کے ساتھ ایک دینی درسگاہ بنام ''جامعہ محمدیہ'' کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ اب بھی مولانا سلفی کی یاد میں قائم ہے، اور توحید وسنت کی اشاعت میں کوشاں ہے۔

مولانا سلفیؒ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چند مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا محمد عبداللہ، مولانا خالد گھرجاکھی، مولانا حافظ عبدالمنان نورپوری، مولانا بشیر احمد نعمانی، مولانا حکیم محمود سلفی (آپ کا صاحبزادہ)، مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ آپ کی تمام تصانیف حدیث نبوی ﷺ کی نصرت وحمایت اور مدافعت میں ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ سے آپ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔

مولانا عطاء اللہ حنیفؒ نے راقم سے کئی بار فرمایا کہ جماعت اہل حدیث میں شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ حدیث کے معاملہ میں بہت متشدد تھے اور یہ دونوں علمائے کرام معمولی سی مداہنت برداشت نہیں کرتے تھے۔ اب ان کے نقش قدم مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی اور فقیر عطاء اللہ حنیف ہیں کہ حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی ہمیں برداشت نہیں ہے۔ جب بھی کسی رسالہ یا اخبار یا کتاب میں حدیث پر تنقید کی جاتی ہے۔ تو فوراً اس کا نوٹس لیتے ہیں، اور دلائل سے جواب دیتے ہیں۔

﴿ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء﴾

مولانا سلفی کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ترجمہ وشرح مشکوۃ المصابیح ۲۔ رسول اکرم ﷺ کی نماز ۳۔ تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی ۴۔ زیارۃ القبور ۵۔ حدیث کی تشریعی اہمیت ۶۔ مسئلہ حیات النبی ﷺ ۷۔ جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث ۸۔ امام بخاری کا مسلک ۹۔ حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں ۱۰۔ اسلامی نظام حکومت کا مختصر خاکہ ۱۱۔ حجیت حدیث

مولانا سلفیؒ نے ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء مطابق ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ گوجرانوالہ میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولانا حافظ محمد یوسف گکھڑویؒ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور قبرستان کلاں میں سپرد خاک کئے گئے۔ راقم آثم کو بھی جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل صاحب کی سفر حج سے واپسی

جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد اکرم جمیل حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مورخہ 12 جنوری بروز ہفتہ واپس تشریف لا چکے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کا یہ سفرِ حج قبول فرمائے (آمین) ادارہ ''حرمین'' انہیں اس عظیم سعادت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔